

ایڈیٹر پچھو پچھو (۲۰)



ایڈیٹر میر فاسم علی احمدی

رجسٹرڈ پبلشر ۲۲۹۶
عام طلباء و شاگرد
۵۲ بابو غلام
ریکواریشن

جلد قادیان مورخہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۳۰ء مطابقت ۲۳ رجب ۱۳۴۹ھ نمبر ۳۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کے خریدار نوٹ کر لیں

گزشتہ پرچہ میں ایک درخواست خریداران فاروق سے ایک قابل عمل درخواست کے عنوان سے شائع کی گئی تھی۔ جس میں یہ گزارش درج تھی کہ فاروق کی اشاعت کم ہے جس کی وجہ سے ہر سال فاروق کو خسارہ اور نقصان رہتا ہے اس نقصان کی تلافی کی یہی صورت ہے کہ جملہ خریداران فاروق کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ فرمادیں۔ اور اس کی آسان تجویز یہ پیش کی تھی کہ جو جو فاروق کے خریدار سالانہ پر تشریف لائیں وہ یہ عہد کر لیں کہ اپنے سے علاوہ کم از کم ایک ایک نیا خریدار سالانہ کے واسطے فاروق کو دینگے اور یہ کوئی ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ان پر نہیں ڈالا گیا۔ سالانہ جلسہ پر خدا کے فضل سے پندرہ سو لہ ہزار احادیث کا مجمع ہو گا۔ اس مجمع میں کیا فاروق کے موجودہ خریداران کا ایک ایک دوست بھی ایسا نہ ملے گا۔ جو ان کی اس تحریک کو منظور فرما کر فاروق کا خریدار بن جائے۔ میں یہ عرض کر رہی ہوں کہ جرات کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو بڑے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی کو اخبار کی خریداری کے واسطے اپنی زبان سے فرمائیں۔ سو ایسے عالی خیال بزرگان

سے گزارش ہے کہ وہ اپنی جیب سے ایک ایک جدید خریدار کا چندہ اسی تعداد کا ادا کریں۔ جس تعداد کا وہ خود اپنا عطیہ فاروق کو دیتے ہیں۔ پس میں دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ جملہ موجودہ خریداران فاروق جو جلسہ پر تشریف لائیں۔ ایک ایک جدید خریدار دینے کا تہیہ کرتے آئیں۔ موصول نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

حصول ثواب کا ایک درموقعہ

اور خیرات کا آسان طریق
میر فی احباب کو معلوم ہونا چاہیے کہ دارالامان قادیان میں ایک خاصی تعداد ایسی بیوہ عورتوں اور یتیم لڑکوں اور مساکین و غربا احمدیوں کی موجود ہے۔ جنکی وجہ معاش کچھ نہیں۔ اور ان کے تمام مصارف خورد و نوش و پابچا وغیرہ صدر انجمن احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ عطا فرماتے ہیں۔ لیکن موسم سرما کیلئے ان کو طاف اور گرم پارچات کا دیا جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے چنانچہ اس سال حضرت صاحب نے قریباً چالیس نئے طاف

بنوا کر تقسیم فرمائے۔ لیکن پھر بھی ایسے لوگ باقی ہیں۔ جن کو پارچات سرانی اور طاف و رضائی کی واقعی ضرورت ہے۔ مگر بوجہ عدم گنجائش اس کا انتظام دشوار ہو رہا ہے۔ اس لئے میں ان بابت اور حصول ثواب کا موقعہ تلاش کرنے والے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ہر قسم کے پارچات زنانہ۔ مردانہ۔ بچوں کے بڑوں کے گرم و سرد نئے یا پرانے اپنی ضرورتوں سے بچے ہوئے یا اپنے مصرف میں نہ آنے کے قابل جیسے بھی ہوں۔ اور لحاف و رضائی۔ کبیل وغیرہ جو کچھ بھی دے سکیں سالانہ جلسہ پر ان بیوگان۔ یتیمی۔ مساکین۔ غربا کے واسطے ضرور عطا فرمادیں۔ تاکہ اس کا ثواب عظیم ان کو حاصل ہو میرے پاس بحیثیت پریسیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان بہت سی ایسی درخواستیں۔ بیوگان اور غربا اور یتیمی اور مساکین مرد۔ عورتوں۔ بچوں کی ہیں۔ کہ اگر ان کا انتظام نہ کیا گیا۔ تو خدا نخواستہ وہ سردی میں مر سینگے پس صاحب انتظامت اور احساس رکھنے والے دوستوں کے لئے حصول ثواب کا یہ ایک موقع ہے۔ جس میں نہایت معمولی سی خیرات و صدقات سے جو از قسم پارچات وغیرہ ہو بہت اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔

بہت سے لوگ باقی ہیں۔ جن کو پارچات سرانی اور طاف و رضائی کی واقعی ضرورت ہے۔ مگر بوجہ عدم گنجائش اس کا انتظام دشوار ہو رہا ہے۔ اس لئے میں ان بابت اور حصول ثواب کا موقعہ تلاش کرنے والے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ہر قسم کے پارچات زنانہ۔ مردانہ۔ بچوں کے بڑوں کے گرم و سرد نئے یا پرانے اپنی ضرورتوں سے بچے ہوئے یا اپنے مصرف میں نہ آنے کے قابل جیسے بھی ہوں۔ اور لحاف و رضائی۔ کبیل وغیرہ جو کچھ بھی دے سکیں سالانہ جلسہ پر ان بیوگان۔ یتیمی۔ مساکین۔ غربا کے واسطے ضرور عطا فرمادیں۔ تاکہ اس کا ثواب عظیم ان کو حاصل ہو میرے پاس بحیثیت پریسیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان بہت سی ایسی درخواستیں۔ بیوگان اور غربا اور یتیمی اور مساکین مرد۔ عورتوں۔ بچوں کی ہیں۔ کہ اگر ان کا انتظام نہ کیا گیا۔ تو خدا نخواستہ وہ سردی میں مر سینگے پس صاحب انتظامت اور احساس رکھنے والے دوستوں کے لئے حصول ثواب کا یہ ایک موقع ہے۔ جس میں نہایت معمولی سی خیرات و صدقات سے جو از قسم پارچات وغیرہ ہو بہت اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۱۲)

دیرنگ ان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ یہ تو آپ کے آنے سے کچھ بڑے ہوئے ہیں۔

پوسٹما سٹر: دیکھو ان کو تنگ کرنا بہت آسان ہے ہر روز ان کی ایک دو چٹھیاں دیرنگ کرو یا کرو۔ اس طرح دو چار آنہ روزانہ تمہاری اوپر کی آمدنی ہو جائیگی۔ لیکن اپنی کتاب میں دیرنگ چٹھیوں کا اندراج نہ کرنا اور یہ لوگ کبھی اندر آنے کی کوشش کریں۔ تو دھکے دے کر نکال دو۔ میں ذمہ دار ہوں۔ ان لوگوں کو اور ان کے حامنیوں کو میں خود سمجھ لوں گا۔

سنتو: بس ہمارا راج ان کا یہی علاج ہے۔ اس طرح آپ کی کرپا سے میری بھی پردش ہو جائیگی۔ یہ امیر آدمی ہیں دیرنگ چٹھیوں کو واپس کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر پوچھا کہ چٹھی دیرنگ کیوں ہوئی ہے۔ تو اس کا جواب کیا دوں گا۔

پوسٹما سٹر: تم صرف یہ کہہ سکتے ہو کہ بڑے بابو سے پوچھو۔ کیوں دیرنگ ہوئی ہے۔ وہ ہمارے افسر ہیں۔ ان کی زبان ہی ڈاک خانہ کا قانون ہے۔ پرانے آدمی ہیں۔ قواعد کی کتاب ابھی چھپکر نہیں آئی ہے۔

دوسرے دن سنتو نے لیٹر بکسوں میں سے چٹھیاں نکالیں۔ بڑے ڈاک خانہ میں لے گیا۔ اور یہ دیکھ کر کہ کوئی اس کی حرکت کو دیکھنے والا موجود نہیں ہے۔ اس نے مختلف لفافوں پر سے کوئی تین روپے کے ٹکٹے اتارے اور ایک لفافہ کے اندر رکھ کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔ اور ان لفافوں کو ڈاک خانہ کی گھنٹی میں رکھ کر جلا دیا۔ دیرنگ بیٹری پتیارہا۔ اور پان کھاتا رہا۔ آخر اس نے سوچا کہ اگر بابو کندرام آج بھی نہ آئے۔ تو ڈاک پھر پڑی رہ جائیگی۔ وہ اس کو ساتھ لئے ان کے گھر کو روانہ ہوا۔ ڈاک خانہ کا دروازہ کھلا چھوڑ گیا۔

سنتو: بابو کندرام کے مکان پر جا کر بابو جی بابو جی! کندرام: کون ہے؟

سنتو: جی میں ہوں سنتو۔

کندرام: تو کیسے آیا؟

سنتو: اچی چلو آج تو ڈاک روانہ کر آؤ۔ ڈاک بہت

جمع ہو گئی ہے۔ نہیں تو کل بڑے بابو جی کو کیا جواب دو گے۔ ڈاک کارو کنا تو اچھا نہیں ہوتا۔

کندرام: ارے کیوں بکواس کرتا ہے۔ اگر بابو جی ناراض ہو گئے۔ تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔ وہ

میں کس بات میں دبا سکتے ہیں۔ ان کو خود اپنی ڈیوٹی کا کچھ خیال نہیں ہے۔ لڑکی کی شادی کیا ہوئی۔ ان کو فرو ہو گئی۔ اور تو اور یہ کس قدر اندھیر ہے۔ رکشہ نقد روپیہ بھی دو تین دن سے خزانہ میں نہیں بھیجا گیا۔

پہلے روز مرہ شام کو روپیہ خزانہ بھیج دیا جاتا تھا۔ سنتو: ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔ مگر روپیہ تو بابو جی اپنے گھر لے گئے تھے۔

کندرام: یہ کیوں؟ یہ تو بڑی بات ہے۔ خلاف قاعدہ ہے۔ اگر روپیہ گم ہو جائے۔ تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟

سنتو: بابو جی کے گھر سے تین دن کی بات ہے۔ کہ ایک لڑکے نے جو سوئی کا کام کرتا ہے۔ بابو جی کے کان میں آکر کچھ ایسی بات کہی تھی۔ کہ شادی کا موقع ہے۔ تھوڑے بہت روپے ڈاک خانہ سے بھی ساتھ لیتے آنا۔ شاید ضرورت پڑ جائے۔ میں جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ یہ تو میرے سامنے کی بات ہے۔ میں اس وقت انکی میز کے قریب ہی کھڑا تھا۔ میں نے خود سنا ہے۔

کندرام: بات یہ ہے۔ کہ بابو جی نے ڈاک خانہ کی نوکری کبھی کی نہیں۔ وکالت کیا کرتے تھے۔ تحریک انقلاب میں کچھ مدت قید رہے۔ وہاں سے جھوٹ کر آئے تو دوتوں کی سفارش سے بیکدم پوسٹما سٹر بنادیئے گئے۔ تنخواہ بڑی

ہے۔ وکالت سے یہاں اچھے رہیں گے۔ عدالتوں میں مقدمہ بازی کم ہو گئی ہے۔ وکیل بنے رہتے تو بیٹھے کھیا ہی مارا کرتے۔ کوئی ادھیلے کو بھی نہ پوچھتا۔ انگریزی عملداری میں آپ اب دوبارہ جیل کے اندر ہوتے۔ کیش کا خزانہ میں داخل نہ کرنا اور اس طرح گھر لے جانا یا اپنے کام میں لانا سخت جرم ہے۔ مگر اب بھی اگر کسی اوپر کے افسر کو خیال آگیا۔ تو خود دیبی راج ہی سہی۔ باز پرس تو ضرور ہوگی۔ آگے ان کی قسمت۔ میں تو اپنا ڈر ہے۔ کہ ہمیں ان کے ساتھ ہی نہ مارے جائیں۔ ایسا سورا جیہ

کس کام کا جس میں کوئی قانون ہی نہ ہو۔ سنتو: بابو تم سب باتیں ٹھیک کہتے ہو۔ جو کرے گا بھرے گا۔ میں تو کسی بات کا ڈر نہیں۔ چلو ڈاک تو بند کر آؤ۔

کندرام: ذرا اشتنان کر لوں۔ تم ڈاک خانہ چلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ دیکھو کیش کی بابت تم کسی سے کوئی ذکر نہ کرنا۔ ورنہ تھمادوں میں خوار ہوتے پھر وگے۔ اس اندھیر نگری میں کیا جانے کیا ہو۔ اور کیا نہ ہو۔

سنتو: بابو جی ہماری تمہاری ایک بات ہونی چاہیے۔ بڑے بابو جی کچھ کریں۔ میں کیا مطلب۔ ہاں یہ تو بتاؤ میری اب کیا ضرورت ہے۔ میں تو چٹھیاں چھاپ کر رکھ آیا ہوں۔ دن بھر کا تھکا ہوا ہوں۔ اجازت دو تو میں گھر جاؤں؟

کندرام: اچھا کوئی بات نہیں۔ ڈاک خانہ کی چابی مجھے دیتے جاؤ۔ اتنا ضرور کرو۔ کہ رہا ہر کارہ کو اس کے گھر تکید کرتے جاؤ۔ کہ آج ذرا جلدی آکر ڈاک کی تحصیلیاں سٹیشن پر لے جائے۔ رات کو سمجھا کے جلے میں مجھے بھی جانا ہے۔ پنڈت جی کا لیکچر مزیدار ہوتا ہے۔ جھوٹی چکوں کی بڑی خبر لیتے ہیں۔ درود جدید لابی دارو

اسلامی اصول کی فلاسفی کی اشاعت ایک لاکھ کی تعداد میں

اس وقت سیاسی انہماک کی وجہ سے دنیا مذہبی تقصبات سے قریباً خالی الذہن ہو چکی ہے۔ اسلئے اسلام کی تبلیغ کا بہترین موقع سمجھ کر کتاب گھر قادیان نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت صاحبِ عظیم الشان لیکچر مونسو ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کیا جاوے۔ اور اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے قیمت اتنی کم سے کم رکھی ہے۔ جو لاگت سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ میری رائے میں ناظرین فاروق اگر اس کار خیر میں حصہ دافر لیں۔ اور اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ تو بہترین اجر کے مستحق ٹھہریں گے۔ اسلام یعنی احیت کی حقیقی تبلیغ کے لئے اس وقت ہمارے سلسلہ میں اس لیکچر سے

ایک روپیہ کی پانچ۔ ایک روپیہ کے نو۔ پچاس عدد سے پہنچ کر مفت فی سیکڑ واعدہ۔ بہترین صفوں اور کوڑا نہیں قیمت فی سیکڑ واعدہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

قادیان مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء

کلام الامام

از مسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجۃ علی المتخالفین

مباہلہ کیلئے اشتہار

ان تمام بویوں اور مفتیوں کی خدمت میں جو اس عاجز کو جزئی اختلافات کی وجہ سے یا اپنی نا فہمی کے باعث سے کافر ٹھہراتے ہیں۔ عرض کیا جاتا ہے کہ اب میں خدا تعالیٰ سے مامور ہو گیا ہوں۔ کہ تائیں آپ لوگوں سے مباہلہ کرنے کی درخواست کروں۔ اس طرح پرکہ اول آپ کو مجلس مباہلہ میں اپنے عقائد کے دلائل از روئے قرآن اور حدیث کے سناؤں۔ اگر پھر بھی آپ لوگ تکفیر سے باز نہ آویں۔ تو اسی مجلس میں مباہلہ کروں۔ سو میرے پہلے مخاطب میاں ندیر حسین دہلوی ہیں۔ اور اگر وہ انکار کریں۔ تو پھر شیخ محمد حسین بٹالوی۔ اور اگر وہ انکار کریں تو پھر بعد اس کے تمام وہ مولوی صاحبان جو مجھ کو کافر ٹھہراتے اور مسلمانوں میں سرگروہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور میں ان تمام بزرگوں کو آج کی تاریخ سے جو دہم دسمبر ۱۹۳۰ء ہے۔ چار ماہ تک مہلت دیتا ہوں۔ اگر چار ماہ تک ان لوگوں نے مجھ سے بشرائط مذکورہ بالا مباہلہ نہ کیا۔ اور نہ کافر کہنے سے باز آئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی حجت

ان پر پوری ہوگی۔ میں اول یہ چاہتا تھا۔ کہ وہ تمام بے جا الزامات جو میری نسبت ان لوگوں نے قائم کر کے موجب کفر قرار دیئے ہیں۔ اس رسالہ میں ان کا جواب شائع کروں۔ لیکن باعث بیمار ہو جانے کاتب اور حرج و مرج ہونے کے ابھی تک وہ حصہ طبع نہیں ہو سکا سو میں مباہلہ کی مجلس میں وہ مضمون بہر حال سناؤنگا اگر اس وقت طبع ہو گیا ہو۔ یا نہ ہوا ہو۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ہماری طرف سے یہ شرط ضروری ہے کہ تکفیر کے فتویٰ لکھنے والوں نے جو کچھ سمجھا ہے۔ اول اس تحریر کی غلطی ظاہر کی جائے۔ اور اپنی طرف سے دلائل شافیہ کے ساتھ اتمام حجت کیا جائے۔ اور پھر اگر باز نہ آویں۔ تو اسی مجلس میں مباہلہ کیا جائے اور مباہلہ کی اجازت کے بارے میں جو کلام الہی میرے پر نازل ہوا۔ وہ یہ ہے۔

نظر اللہ الیہ معطراً۔ وقالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا۔ قال انی اعلم صلا تعلمون قالوا کتاب مہملتی من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنائنا وابتناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین۔

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا۔ کہ اے خدا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کر دیکھا۔ جو دنیا میں فساد پھیلا دے تو خدا تعالیٰ نے ان کو جواب دیا۔ کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا۔ کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے۔ جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ سوال کو کہہ دے۔ کہ آؤ ہم اور تم معہ اپنی عورتوں اور بیٹیوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں۔ پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔ یہ وہ اجازت مباہلہ ہے۔ جو اس عاجز کو دی گئی (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۱)

اے شک کرنے والو آسمانی فیصلہ کی طرف

اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے غیظ

اور غضب میں اگر حد سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھو۔ کہ ان میں نور اور ہدایت ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تنہا کر لو۔ خدا تعالیٰ بخوب جانتا ہے۔ کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ امانت باللہ و ملتکة و کتبہ و رسولہ و البعث بعد الموت و الشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد لا شریک لہ و الشہد ان محمد عبدہ و رسولہ فاتقوا اللہ ولا تقولوا المست مسلماً و اتقوا الملک الذی الیہ ترجعون۔ اور اگر اب بھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد شک ہے۔ تو آؤ آزمائے۔ خدا کس کے ساتھ ہے۔ اے میرے مخالف ارٹے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینوں! جو کفر اور کذب ہو۔ مجھے یقین دلایا گیا ہے۔ کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے ان آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں۔ جو اولیاء الرحمن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ انہیں شرمندہ کرے گا۔ اور تمہارے پردوں کو بھاڑ دے گا۔ اور اس وقت تم دیکھو گے۔ کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے کہ اس آزمائش کے لئے میدان میں آوے۔ اور عام اعلان اخباروں کے ذریعے سے دیکر ان تعلقات قبولیت میں جو میرا رب میرے ساتھ رکھتا ہے اپنے تعلقات کا موازنہ کرے۔ یا دیکھو کہ خدا صاحبان قلوب کا مددگار ہے۔ وہ اسی کی مدد کرے گا۔ جس کو وہ سچا جانتا ہے۔ چالاکیوں سے باز آ جاؤ۔ کہ وہ نزدیک ہے۔ کیا تم اس سے لڑو گے۔ کیا کوئی شک نہ اٹھانے سے درحقیقت اونچا ہو سکتا ہے۔ کیا صرف زبان کی تیزیوں سے سچائی کو کاٹ دو گے۔ اس ذات سے ڈرو۔ جس کا غضب سب غضبوں سے بڑھ کر ہے۔ ومن یاتی ربک مجہماً فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یمحی

الحکم

خاکسار غلام احمد۔ قادیانی ازودیانہ۔ محلہ اقبال گنج (ٹائٹل ازالہ اوہام)

سوال: کیا آپ نے فاروق کے لئے کم از کم ایک خریدار نہیں بنایا۔ جو آپ کے ذمہ بطور امداد واجب ہے؟ (میجر فاروق)

احمدی مشن

میں کس طرح احمدی ہوا

قبل اس کے کہ میں اپنا احمدی ہونا بیان کروں۔ مجھے ایک احمدی بھائی کی یاد مجبور کرتی ہے۔ کہ اس خدا کے بندہ کو احمدی ہونے کے بعد کس قدر مشکلات پیش آئیں۔ اور اس نے کس استقلال کے ساتھ وقت پورا کیا۔ اور کس طرح نصرت الہی اس کے شامل حال ہوئی۔ اور جس نے بھی مخالفت کی۔ خدا نے ان کو کس طرح نامراد اور بے اولاد کر کے خطہ دنیا سے نابود کر کے آخر اسی احمدی کئی اولاد ان کے مال و متاع اور جائداد پر قابض ہوئی۔ یہاں ہمارے قریب موضع عثمانپور ریاست جین میں خانا صاحب عبدالصمد اور خانا صاحب احمد الدین کے مابین بحث مباحثہ ہوا تھا جس میں خاکسار اور برکت اللہ کمال پوری بھی موجود تھے۔ بحث و مناقشہ پر تھی۔ جو کہ بعد میں خانا صاحب عبدالصمد سنوری نے رسالہ کی صورت میں شائع کرادی تھی۔ اس کا اثر لوگوں پر اچھا ہوا۔ اس وجہ سے بہت سے اشخاص احمدی ہو گئے۔ جن میں سے دو افراد میرے ملنے والے تھے۔ ایک احمدی ہارنہ کبیر انصاری دوسرے برکت اللہ کمال پوری۔ جس کے مختصر حالات یہ ہیں۔ والد کہتا ہے۔ کہ احمدیت سے توبہ کر دینے گھر سے چلا جا۔ اس کی عورت کو اس کے باپ کے ہاں بھیجا۔ اور کہہ دیا جب تک برکت اللہ توبہ نہ کرے۔ اس کی عورت کو مت بھیجنا۔ اس وقت سردی کی موسم جاڑا زوروں پر تھا۔ ہونا نہایت سرد تھی۔ باپ کا قہر۔ تاجا چچا کا غصہ بھائیوں کا رنج غلام چھوچی کا گلہ۔ اب اس گھر سے جدا ہونا جہاں ناز و نعمت سے پرورش پائی اور رات دن اپنے زور بازو سے کمایا ہو میت بھی اپنے انفن اور ایک پیہ اسقاط لے کر رہائی ہے۔ مگر اس اللہ کے بندے کے

گھر سے نکلتے وقت اوپر سے چادر اوتار لی جاتی ہے اور گاؤں میں اعلان ہوتا ہے۔ کہ کوئی اس کو کھانے اور کپڑے کی مدد کرے گا۔ تودہ میرا دشمن ہے۔ کوئی اس کو سیری نہ لاوے اور پھر نے کو جگہ دے۔ ہاں اگر احمدیت سے توبہ کر لے۔ تو پھر جان و جگر ہے۔ آخر چاروں چار شہر ٹیپالہ جا کر محنت مزدوری کر کے کچھ روپیہ کم کر ایک گڈہ دو میں خرید کر بٹھوں پر سے پکی لٹیلیں ڈھو کر چھ سات روپیہ روزانہ کماتا اور اپنا اور بیویوں کا پیٹ پال کر تین سو روپیہ نقد لاتا ہے۔ کمال پور میں زمین بٹائی پر لیتا ہے۔ عورت خیر ہونے پر باوجود باپ کے روکنے کے خود بخود آجاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے بچے پیدا ہوئے۔ جو اب تک زندہ ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں بڑی کثرت سے پیگ ہوئی جس نے مخالفوں کا صفایا کرتے ہوئے اور بھی میت سے گھر بار برباد کر دیئے۔ سب بڑھا ہوا مخالف چھو بھا وزیر اٹھا۔ جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ لاڈ فوت ہو گیا۔ اب برکت احمدی کی اولاد اسکی جائداد کی وارث ہے۔ دوسرا جن ملان تاجا چچا ہوا تھا۔ سوائے ایک، الہی ش پوتے کے اپنے کنبہ سمیت مر گیا۔ تیسرا سمندہ چچا چوڑا ازہد کہلاتا تھا اپنے اٹھاراں سالہ لڑکے شادی شدہ کے مرنے سے زندہ درگور ہے۔ چوتھے میانجی سردار علی صاحب بھی لاڈ فوت ہو گئے۔ پانچویں سائیں ماموں شاہ صاحب جو گدی نشین سو سو کوس میں مشہور تھے۔ خاص کر احمدیوں کے دشمن میانجی اور فقیر ہی ہوئے ہیں۔ اور مجھے یہ معلومات اس وجہ سے معلوم ہیں۔ کہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک میں موضع کمال پور قاضی رہا ہوں۔ علاوہ اس کے میرے والد صاحب کی شادی کمال پور میں ہوئی تھی۔ اور میری بھی شادی کمال پور ہوئی تھی۔ اس وقت میں بھی مخالفین ہی کے زمرہ میں تھا۔ ان تباہ شدہ لوگوں کو میں نے خود غسل دیا۔ اور جنازہ پڑھا کر دفن کرایا ہے۔ طاعونی اموات میرے ہاتھوں لاکھوں نہیں تو ہزاروں ضرور ہلائے دفنائے گئے۔ مگر عاجز پر خدا تعالیٰ کا فضل رہا

کہ ایک ایک دن میں دو دو تین تین گاؤں میں نہلا کرتا تو رات کو بخار آجاتا۔ مگر صبح پھر تندرست۔ لیکن واقعتاً نے مجبور کر کے بتا دیا۔ کہ خدا تعالیٰ کے مخفی ارادہ میں تھا۔ کہ یہ شخص احمدی ہے۔ جناب فضل الرحمن صاحب تبلیغ سیکرٹری جماعت احمدیہ سامانہ کی تبلیغ احمدیت بہت سی کتب کا مطالعہ کیا۔ ساتھ ہی مخالفوں کے رسالہ جات بھی پڑھنے شروع کئے۔ مثلاً عشرہ کامل مولیٰ یعقوب سنوری۔ بجلی آسمانی مولیٰ ابوالحسن۔ زلفقار علی رسالہ انجمن تائید اسلام ماہواری پیر بخش لاہوری۔ علمائے دیوبند سے فتویٰ بھی طلب فرمایا۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مرزا مفسر کذاب تھا۔ اور اس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ اور اس کے اتباع مرتد و کافر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ اور رشتہ ناطہ ان سے ناجائز ہے۔ یہ ہے۔

مولویوں کی ذہنیت و انسانیت دیکھا تھا جتنا منہم واقعی یہ حدیث رسول اکرم صلی علیہ وسلم کی بڑی صفائی کے ساتھ اپنی صداقت پیش کرتی ہے۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتہ مجاہدلیہ۔ اور ان کے فتوؤں کو سلام کرتا ہوں۔ اگر یہی اسلام ہے۔ تو کیوں نہ مسلمانوں پر مصیبت آوے۔ بجائے اس کے کہ اس فتویٰ سے میرے دل کو احمدی سلسلہ سے نفرت ہوتی۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ میں فوراً احمدی ہو گیا۔ یہ علمائے دیوبند کی مہربانی ہے۔ اور مجھے پوری امید ہے۔ کہ جو بھی ان حضرات سے احمدی عقاید کے متعلق پوچھے گا۔ وہ ضرور احمدی ہو جائے گا۔

(خاکسار قاضی نبی بخش از محمود پور ریاست ٹیپالہ)

اطلاع ضروری

جن احباب نے فاروقی کے وی پی بار بار واپس کر کے بلا وجہ معقول محمول وی پی کا نقصان دیا ہے۔ وہ دوست براہ ہربانی جلسہ لاندہ پر اپنا اپنا بقایا چندہ مع نقصان خرچ وی پی ادا فرما کر شریعہ کا موقعہ بخشیں۔ اور یاد کر کے چندہ ادا کریں۔ اور براہ ہربانی ایک ایک جدید خریدار بھی فاروقی کے لئے عطا فرما کر ثواب امداد حاصل کریں۔ (مینجر فاروق)

حفظانِ صحت اور

قادیان میں صحت کی ترقی

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت بے شمار ہے۔ ہمیں دنِ دونی اور راتِ چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ لیکن روحانی صحت کے برقرار رکھنے اور اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ جسمانی صحت بھی درست ہو۔ تندرست روح صرف تندرست جسم میں ہی رہ سکتی ہے۔ کامیاب و نامیاب ترقی و صداقت ہے۔ بیمار آدمی کی روح بھی بیمار ہوتی ہے۔ یعنی حیوانی کیفیت کا اثر قبول کرتی ہے۔ یہ طبعی حالت ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کمزور یا بیمار شخص عبادت اور دوسرے دینی فرائض میں پورے شغف اور انہماک سے حصہ نہیں لے سکتا۔

زمانہ سلف میں درازی عمر کا سوال

فطرتی تقاضا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ طبعی عمر حاصل کر کے پیدائش کے مقصد کو پورا کیا جائے۔ اس خیال نے یہاں تک ترقی کی کہ بعض تو موت پر فتح پائیگی دھن میں لگ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ جب حفظانِ صحت کا علم لوگوں کو اتنا معلوم نہ تھا۔ تو بعض ان میں سے اب حیات کی تلاش میں نکلے۔ اور کئی ایک نے دوسرے طریق اختیار کئے۔ یورپ بھی اس خطے سے بچ نہ سکا۔ اور اس روشنی کے زمانہ میں بھی نوی امید دلائی جا رہی ہے کہ غریب آدمی اسی دنیا میں ابدی زندگی حاصل کر سکے قابل ہو جائیگا۔ رابارہ میں جو تحقیقات کی گئی ہیں۔ ان کی تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں، حالانکہ درازی عمر کا راز حفظانِ صحت کے نہایت سادہ اصولوں میں مضمر تھا۔

مرکزی نقطہ خیال سے بحث

ہر ایک کے لئے یکساں طور پر لازم ہے۔ اور ہماری جماعت کے افراد کو تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہی ایک جماعت ہے۔ جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت کا کام کیا ہے۔ لیکن اس وقت میں اس مضمون پر مرکزی نقطہ خیال سے بحث کروں گا۔

قادیان دارالامان کی برکات

قادیان دارالامان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کی برکات کے نزول کے لئے چنا۔ اور اس میں اپنے پیارے مسیح کو بھیجا۔ یہی وہ منبع ہے جس سے اس وقت روحانیت کے چشمے برکت نشہ یوں پیاس بجھا رہے ہیں۔ اسکی وجہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا مسطر وجود اور قدوسیوں کی وہ پاک جماعت ہے۔ جو اس میں رہ رہی ہے۔ پس ہمارے لئے یہ کس قدر ضروری ہے۔ کہ ہم اس مقدس مقام کے احترام کو ہر طرح سے برقرار رکھیں۔ ہماری دلی خواہش ہے۔ کہ جہاں یہ باطنی نجات اور پاکیزگی کا مرکز ہے۔ وہاں ظاہری صفائی کے لحاظ سے بھی کم جاذب نہ ہو۔ قادیان میں ہر طریق سے ایسے حالات اور فضا کا پیدا کرنا جس میں یہ مبارک اور قیمتی وجود ہر اپنے فرائض با حسن وجہ سرانجام دے سکیں۔ ہمارا فرض اولین ہے۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح ایسے نافع انسان وجود کی اکثر علالت ہمارے لئے باعث تشویش نہیں۔ کیا اس میں ظاہری اسباب کا دخل نہیں ہے۔ اور ضرور ہے۔ گو اس کی اصل وجہ قوم کا وہ غم ہے جس نے تصور کی کمر توڑ رکھی ہے۔ خدا تعالیٰ اس لائق وجود کو ہر طرح سے مامون و مصئون رکھے۔ آمین۔ اگر ہم حضور کے رہنے پہنچنے اور ارد گرد کے حالات کو صحت افزا بنادیں۔ تو میرے خیال میں حضور کی صحت میں معتد بہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

حفظانِ صحت کی تین اقسام ہیں (۱) شخصی (۲) خانگی (۳) اجتماعی۔ اگرچہ اصول حفظانِ صحت کی پابندی ہر ایک کے لئے یکساں طور پر لازم ہے۔ اور ہماری جماعت کے افراد کو تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہی ایک جماعت ہے۔ جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت کا کام کیا ہے۔ لیکن اس وقت میں اس مضمون پر مرکزی نقطہ خیال سے بحث کروں گا۔

قادیان دارالامان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کی برکات کے نزول کے لئے چنا۔ اور اس میں اپنے پیارے مسیح کو بھیجا۔ یہی وہ منبع ہے جس سے اس وقت روحانیت کے چشمے برکت نشہ یوں پیاس بجھا رہے ہیں۔ اسکی وجہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا مسطر وجود اور قدوسیوں کی وہ پاک جماعت ہے۔ جو اس میں رہ رہی ہے۔ پس ہمارے لئے یہ کس قدر ضروری ہے۔ کہ ہم اس مقدس مقام کے احترام کو ہر طرح سے برقرار رکھیں۔ ہماری دلی خواہش ہے۔ کہ جہاں یہ باطنی نجات اور پاکیزگی کا مرکز ہے۔ وہاں ظاہری صفائی کے لحاظ سے بھی کم جاذب نہ ہو۔ قادیان میں ہر طریق سے ایسے حالات اور فضا کا پیدا کرنا جس میں یہ مبارک اور قیمتی وجود ہر اپنے فرائض با حسن وجہ سرانجام دے سکیں۔ ہمارا فرض اولین ہے۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح ایسے نافع انسان وجود کی اکثر علالت ہمارے لئے باعث تشویش نہیں۔ کیا اس میں ظاہری اسباب کا دخل نہیں ہے۔ اور ضرور ہے۔ گو اس کی اصل وجہ قوم کا وہ غم ہے جس نے تصور کی کمر توڑ رکھی ہے۔ خدا تعالیٰ اس لائق وجود کو ہر طرح سے مامون و مصئون رکھے۔ آمین۔ اگر ہم حضور کے رہنے پہنچنے اور ارد گرد کے حالات کو صحت افزا بنادیں۔ تو میرے خیال میں حضور کی صحت میں معتد بہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

پہلی دو کو چھوڑ کر اس وقت میں صرف پہلی قسم پر کچھ عرض کروں گا۔

شہروں میں پہلیک حفظانِ صحت کا انتظام میونسپل کمیٹیوں کے ماتحت ہوتا ہے۔ جہاں اس کی نگرانی کے لئے سلیختہ آفیسر اور سینٹی ایسکپٹرو وغیرہ ملازم رکھے جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم قادیان یا احمدی نقطہ نگاہ سے اس پر بحث کریں گے۔ تو انجمن احمدیہ کو بھی اس کا ذمہ دار گردانیں گے۔ دوسرے چونکہ حفظانِ صحت کا یہ شعبہ پہلیک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے جب تک پہلیک کمیٹی کے ساتھ تعاون نہیں کرتی اعلیٰ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔

پہلیک حفظانِ صحت کے تحت کام

قسم کے کوڑے کرکٹ کا انتظام (۱) متعدی اور چھوت کی امراض کا اندفاع اور (۲) پہلیک اجتماعوں پر انتظامات وغیرہ وغیرہ۔ اب میں ان کاموں کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔

بازاروں اور گلیوں کی صفائی

بازاروں اور گلیوں کی صفائی عامہ پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ لیکن جس طریق سے ان کی صفائی کی جاتی ہے۔ وہ علاج مرض سے بدتر کے مترادف ہے۔ یعنی اکثر سوکھی زمین پر جھاڑو دیا جاتا ہے۔ جس سے راہ روٹوں کے اندر اڑتی ہوئی مٹی کے ساتھ کئی قسم کے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ صفائی کا بہترین طریق یہ ہے کہ جھاڑو دینے سے قبل زمین پر پانی کا کافی چھڑکاؤ کر لیا جاوے۔ تاکہ مٹی اڑنے نہ پائے۔ اور ایسے وقت میں جھاڑو دیا جائے۔ جب لوگوں کی آمد و رفت کم ہو۔ یعنی طلوع آفتاب سے پہلے پہلے۔ میں نے بڑے بڑے شہروں میں بھی دیکھا ہے۔ کہ اس طرف مطلقاً توجہ نہیں کی جاتی۔ ادھر لوگ جا رہے ہوتے ہیں۔ اور ادھر جا بجا مٹی کے غبار اڑ رہے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ صفائی ہو رہی ہے۔

پھر ہی مٹی دکانوں میں اشیاء خوردنی پر پڑتی ہے۔ جن کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے۔ بعض جگہ ملازمین کو اس قسم کی صفائی کے متعلق ہدایات بھی ہوتی ہیں۔ لیکن پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس لئے اس پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔

اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہوں۔ تو حضور کے ساتھ جو اصحاب کا مجمع ہوتا ہے۔ اس کو پیچھے اس قدر فاصلہ پر رہنا چاہیئے کہ حضور تک گردوغبار نہ پہنچ سکے رہاں ایک دو اشخاص باری باری حضور کے ساتھ ہو سکتے ہیں) اس کے اور بھی فوائد ہیں۔

بازاروں اور گلیوں میں تھوکنے کا ایک بہت بڑی عادت ہے۔ جو کہ ہمارے ملک میں اکثر بیماریوں کا سرچشمہ ہے۔ تپ دق کے عام ہونے کی وجہ ہے۔ تپ دق کے مریض کے علاوہ جس کے تھوک میں اس بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں۔ بعض تندرست اشخاص کے حلق میں دیگر امراض مثلاً مونیا وغیرہ کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ جب ایسا شخص زمین پر تھوکتا ہے۔ تو تھوک خشک ہو کر مٹی کے ساتھ مل جاتا ہے۔ جہاں سے جراثیم باسانی دوسرے لوگوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر تازے تھوک پر مکھیوں کے بیٹھنے سے بھی بیماری پھیلتی ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ جب ایک سو مردوں پر پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ سچا پونے میں ابتدائی تپ دق کے آثار موجود تھے۔ اگرچہ اکثر دل میں بیماری کے علامات جسمانی اور دوسرے حالات کی وجہ سے ظاہر نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مرض کس سرعت سے پھیل رہا ہے۔ اور اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی۔ تو عنقریب دنیا کا بیشتر حصہ اس مرض کا شکار ہو جائے گا۔ پس قادیان میں احباب کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ راہ گزروں وغیرہ میں ہرگز نہ تھوکیں اس عادت کی اصلاح کا طریق نہایت آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک شخص اپنے پاس رومال رکھے۔ اور ضرورت (اس میں تھوک۔ جو بعد میں صابن سے دھو لیا جائے

مریض کو اپنے پاس یا تو ہینڈ سپون رکھنا چاہیئے۔ یا ایک معمولی کپڑے کا ٹکڑا جو بعد میں جلا دیا جائے۔ قادیان کی نالیوں کی صفائی بھی تسلی بخش نہیں۔

ان میں سے اکثر قابل مرمت ہیں۔ اور جو درست ہیں وہ اچھی طرح صاف نہیں کی جاتیں اور ان میں سخت تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر نالیوں کو روزانہ صاف کر نیکی بعد فیصل سے دھوئے کا بندوبست ہو سکے۔ تو نہایت موزوں ہوگا۔ کچھ دنوں جب میں قادیان گیا۔ تو بعض نالیوں میں فیصل ڈیکھنے میں آئی، نالیوں میں سے جو گند نکالا جائے۔ اس کو گلی کوچوں میں نہیں پھینک دینا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے کوڑے کرکٹ کے ساتھ قصبہ سے دور جلا نا بہت بہتر ہے۔ نالیوں میں براہ راست پیشاب کرنا یا ٹیوں سے پیشاب اور نجاست کا پانی بہانا بھی قابل اعتراض ہے۔ ٹیوں میں پاخانہ اور پیشاب کے لئے علیحدہ علیحدہ گالے ہونے چاہیئے۔

بول و براز کا باہر اس طرح بھینک دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس سے ایک تو مکھیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرے بارش کے وقت پانی کے ساتھ بہ کر اکثر جگہ پھیل جاتا ہے۔ قادیان جیسے قصبہ میں اس کے دو انتظامات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو بھوسے کے ساتھ ملا کر بھٹہ میں روزانہ جلا دیا جائے۔ دوسرے قصبے سے کافی فاصلہ پر کسی اونچی جگہ ٹرینچر (Trenches) میں دبا دیا جائے۔ گھاد کے لئے اس کا اکٹھا کرنا جب تک اس کے لئے پورا پورا انتظام نہ ہو خطرہ سے خالی نہیں۔

مختلف متعدی اور چھوت کی امراض کا اندفاع مختلف طریق سے ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی جگہ ہیضہ کا کیس ہو جائے۔ تو بیمار کو فوراً ہسپتال بھجوا دیا جائے۔ اور اس کے تمام برتنوں کو استعمال کے بعد ابلتے ہوئے پانی میں دھو دیا جائے۔ دکانوں میں اشیاء خوردنی وغیرہ پر مکھیاں نہ بیٹھنے دیجائیں۔

کنوؤں کو پرمنگینٹ (Permanganate) کیا جائے۔ پھل وغیرہ گرم پانی سے دھونے کے بعد کھائے جائیں۔ کچا دودھ نہ پیا جائے۔ اور حفاظتی ٹیکے لگوائے جائیں۔ اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ مقامی ڈاکٹر کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ میریا کے لحاظ سے قادیان کی ڈھابا کا سوال بہت اہم ہے۔ اس کے متعلق میرے ذہن میں ایک سکیم ہے۔ جو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت میں پیش کر دوں گا۔

جلسہ سالانہ کے متعلق تو بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن یہاں سالانہ کے انتظامات میں صرف چند کا ذکر کرنا ہوا۔

ایسے مکانات جو پہلے بند رہے ہوں۔ اور جہانوں کی رہائش کے لئے تجویز کئے جائیں۔ ان کو چند دن پہلے کھول کر جانے وغیرہ سے اچھی طرح صاف کیا جائے۔ جتنے آدمی ایک کمرے میں رکھے جاتے ہیں۔ اگرچہ صحت کی رو سے یہ کسی طرح بھی درست نہیں لیکن اگر ضرورتاً ایسا کرنا ہی پڑے۔ تو ان کے متعلق ایسی ہدایات دی جائیں۔ جن سے یہ نقص قدر سے رفع ہو سکے۔ مثلاً روشندان دن رات کھلے رہیں۔ اندر حقہ نہ پیا جائے عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ رات کو کمروں کے دروازے اور روشندان سب بند ہیں۔ اور حقہ اور سگریٹوں کے دھواں سے کمرہ بھرا ہوا ہے۔ جس سے دم گھٹنے لگتا ہے۔ کمروں کے خادموں کو دوسری ہدایات کے ساتھ یہ بھی دی جائیں یا لکھ کر لگائی جائیں۔ کیونکہ جو ہدایات منتظمین کی طرف سے ہونگی۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ورنہ اگر کوئی کمرے والوں میں سے اس طرف توجہ دلائے۔ تو برا منایا جاتا ہے۔

جلسہ پر جو مٹی کے برتن استعمال ہوتے ہیں۔ ان کی صفائی کا خاطر خواہ بندوبست ہونا چاہیئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ برتنوں کو معمولی طور پر دھو کر جب کہ ابھی ان میں سالن لگا ہی ہوتا ہے۔ دوسری دفعہ استعمال کے لئے لایا جاتا ہے۔ ایسے اجتماعوں پر معمولی سی بے احتیاطی بھی بعض اوقات خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ اسب تو یہ ہے۔ کہ استعمال کے بعد تمام

پیغامی مشن

پیغامیوں کے سیر پرانی کے رسالہ

ختم نبوت پر سہ سہری نظر

سید مدثر شاہ صاحب گیلانی پیغام پارٹی کے بانی تھے۔ ایک رسالہ ختم نبوت پر لکھ کر شائع کیا تھا۔ جس میں گیلانی صاحب نے قرآن مجید کی آیات کی معنوی تشریف میں کمال دکھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تکذیب کرنے میں ناخونوں تک کا زور لگایا ہے۔ اس رسالہ پر ہزاروں مکرم مولوی ابوبکر ایوب سہاڑی مولوی فاضل قادیان نے ایک سرسری ریویو لکھ کر فاروقی میں شائع کرنے کو دیا ہے۔ جو ناظرین فاروقی کی دلچسپی کے لئے ہر ہفتہ نکلتا رہے گا۔ ریویو قابل دید ہے۔ (ایڈیٹر)

مولوی مدثر شاہ صاحب نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں اس بات کے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول نہ تھے۔ بلکہ آپ محض ایک مجدد یا ولی تھے۔ کیونکہ آنحضرت کی بعثت کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے خواہ وہ نبوت تشریفی ہو یا غیبی تشریفی۔

مولوی صاحب کو واقعی انقطاع نبوت کے ایسے ایسے دلائل سوجھے ہیں۔ کہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی جو کہ حضرت مسیح موعود کے سخت دشمن ہیں۔ آج تک نہیں سوجھے۔ اور نہ ہی سوجھنے کی امید ہے۔ شاید وہ لوگ جو کہ عربی زبان سے بالکل ناواقف ہیں۔ مولوی صاحب کے بیان سے کسی قدر متاثر ہو جائیں۔ لیکن جن لوگوں کو عربی قواعد سے ذرا سا بھی مس ہو۔ وہ مولوی صاحب کی اس عربی دانی پر ماتم کرینگے۔ اور انالہ پڑھینگے۔

کے علاوہ ایک اسٹنٹ ڈاکٹر کا اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ موجودہ صورت میں ڈاکٹر صاحب اس کام کو نہیں کر سکتے۔ دوسرے ڈاکٹر کی ویسے بھی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ہیلتھ آفیسر کا یہ فرض ہوگا۔ کہ جلسہ کے موقع پر جلسہ کے دیگر منتظمین کے ساتھ انتظامات کا حفظان صحت کی رُو سے ملاحظہ کرے۔

آخر میں سہری تمام احمدی ڈاکٹر صاحبان اور احمدیہ احمدی ڈاکٹر صاحبان میڈیکل ایسوسی ایشن کا قیام کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ وہ ایک احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن قائم کریں۔ جس کے اجلاس جلسہ سالانہ پر ہوا کریں۔ اس ایسوسی ایشن کے ممبروں کا فرض ہوگا۔ کہ سلسلہ کے لئے قلمی خدمات کے علاوہ عند الفرصت قادیان آکر صحت انسانی کے برقرار رکھنے پر لپکچروں اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کے لئے اپنی خدمات کارکنوں کے سپرد کریں۔ اس سے قبل مگر می ڈاکٹر چوہدری محمد شامہ نواز خان صاحب اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔ اب میں بھی کرتا ہوں تاکہ اس طریق سے ان کی ذمہ داری کم ہو۔ اس ایسوسی ایشن کا یہ بھی فرض ہوگا۔ کہ وہ ایسی سفارشات کارکنوں کی خدمت میں پیش کرتی رہے۔ جن کا تعلق قادیان کے احباب کی صحت کے ساتھ عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی آیدہ اللہ کی صحت کے ساتھ خصوصاً ہو۔ جو احمدی ڈاکٹر صاحبان سہری اس تجویز کے ساتھ متفق ہوں۔ اور اس سال جلسہ سالانہ پر اسی ایسوسی ایشن کے انعقاد کے حق میں ہوں۔ وہ براہ مہربانی اپنی اپنی رائے سے مگر می ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو مطلع فرمادیں۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر) ملک محمد رمضان

بہر سہری تو یہ بھی خواہش ہے کہ اسی طرح ہماری جماعت کے دوسرے دوست اپنی اپنی ایسوسی ایشن بنائیں۔ تاکہ وہ جماعت کی ہر طرح سے بہتری کے لئے تجاویز سوجھیں اور اس کے عملی شعبوں میں حصہ لیں۔

برتنوں کو بہتے ہوئے پانی سے دھویا جائے۔ ورنہ گرم پانی سے اچھی طرح دھولینا کافی ہوگا۔ گوشت کے لئے جس جگہ بانورز جمع کئے جائیں۔ وہ قصبہ سے کچھ فاصلہ پر اور پردہ دار ہو۔ خون اور فضلات کو قدرے سوکھ جانے کے بعد جلانے کا بندوبست کیا جائے۔

خواجہ ضروریہ کے لئے خاطر خواہ انتظام ہونا چاہیے جہاں جہاں منتقل ٹیلیا ہوں۔ ان کی صفائی کا خیال رکھا جائے۔ ورنہ لوگ ٹیلیاں چھوڑ کر ارد گرد بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن جہاں ایسا انتظام نہیں۔ وہاں عارضی طور پر ٹیلیاں اور پیشاب کے لئے گڑھے تیار کئے جائیں۔ اسی طرح ان کی دارالعلوم کے کوئٹے سے کچھ فاصلہ پر اشت ضرورت ہے۔ جہاں لوگ ضرورت کے وقت اسی طرح زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ حرکت جہاں صحت عامہ کے خلاف ہے۔ وہاں تہذیب کے بھی منافی ہے۔ ٹیلی کے لئے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ٹریسپس کھود کر ان کے گرد میٹنگ کا پردہ لگا دیا جائے۔ اس میٹنگ کے اندر پھر علیحدہ علیحدہ پردے ہوں۔ ہر روز استعمال کے بعد ٹریسپس میں قدرے مٹی ڈال دینی چاہیے۔ اختتام پر ان کو اچھی طرح مٹی سے بھر دیا جائے۔ دوسرے سال یہی جگہ دوبارہ اس کام کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔

پیشاب کے لئے جو گڑھے کھودے جائیں۔ وہ کافی گہرے ہوں۔ اور ان کو کنکروں سے بھر دیا جائے۔ اور گردا گرد ٹینک کا پردہ ہو۔ ایسے ایک دو گڑھوں کی جلسہ گاہ کے نزدیک بھی بہت ضرورت ہے۔ یہی گڑھے دوسرے سال استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ البتہ کنکروں کا بدلنا لازمی ہوگا۔ یہ انتظام نہایت سہل۔ تسلی بخش اور کم خرچ ہے۔ اس جگہ میں نے سبک حفظان صحت کا نام فہم اور سادے الفاظ میں ایک مختصر سا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ ورنہ تفصیل کے لئے کئی مضامین درکار ہیں۔

ہیلتھ آفیسر اور اس کے عمل کے عمل کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

اب یہ عاجزان دلائل کو جن سے انقطاع نبوت علی وجہ الاطلاق ثابت کیا جاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے بحج ان کی جرح یا قبح کے فارغین فاروق کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق

مذکورہ بالا رسالہ کی چوتھی
بغثت انبیاء اور نزول
قرآن کی غرض
فصل میں سب سے پہلے
مولوی صاحب نے انبیاء
کے آنے کی غرض اور اس کے بعد قرآن کریم کے نزول
کی اصلی غرض اور علت غائی بیان کی ہے۔ یعنی انبیاء
کے آنے کی غرض اولاد آدم کی اصلاح روحانی اور
ان کی تربیت ایمانی کرنی ہے۔ اور قرآن شریف کے
نزول کی بھی یہی علت غائی ہے۔ کہ لوگوں کے لئے
ہدایت لائے۔ یہاں تک مولوی صاحب نے تو کوئی نئی
بات نہیں فرمائی۔ جس میں کسی کو کوئی کلام ہو سکے۔ ہاں
اس کے بعد زبر آیت دالک الکتاب کا دیکھ فیہ ہدی
للمتقین یوں تحریر فرماتے ہیں۔ اس آیت میں کتاب اور
ہدایت کے الفاظ غور طلب ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ
ہدایت بذریعہ کتاب ہوتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ کتاب
اور ہدایت مترادف المعنی الفاظ ہیں۔ مذکورہ بالا عبارت میں
ایک ایسا فقرہ نظر آتا ہے۔ جو کہ تشریح طلب ہے۔ آپ
کا یہ کہنا کہ ہدایت بذریعہ کتاب ہوتی ہے بالکل درست
اور صحیح اور معقول بات ہے۔ لیکن یہ امر کہ کتاب اور ہدایت
مترادف المعنی الفاظ ہیں۔ ہماری دانش میں نہیں آسکتا۔

پیغمبر کی لسانی کی بدحواسی
شاہ صاحب! کیا جو چیز
وہ اس چیز کے برابر یا مترادف کہلا سکتی ہے۔ جس کا وہ
ذریعہ ہے۔ یا بلفظ دیگر ہم یوں استفسار کرتے ہیں کہ
مثلاً جال مچھلی کے پکڑنے کا ذریعہ ہے۔ یعنی جال سے
مچھلی مل جاتی ہے۔ تو کیا آپ کے قاعدہ کے مطابق
جال اور مچھلی دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور کیا یہ دونوں
الفاظ مترادف المعنی کہلا سکتے ہیں۔ ذرا ہوش سنبھال کر جواب
دیں! اگر ہم آپ کے اس طریق استدلال کو صحیح تسلیم کرنے
لاگ جائیں۔ تو ڈر ہے۔ کہ کبھی قرآن شریف میں زیادہ
گراں قدر پیدا نہ ہو جائے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپ کا ہر ایک

شاگرد یا ہم عقیدہ آپ کے اصول کے مطابق یہ کہنا
شروع کر دے۔ کہ نور ہدایت اور کتاب تینوں ایک
ہی چیز ہے۔ اور یہ مترادف المعنی الفاظ ہیں۔ کیونکہ خدا
تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل من انزل الکتاب الذی جاء
بہ موسیٰ نوراً و ہدی للناس (انعام ۱۵) کیونکہ
اس جگہ کتاب کو علاوہ ہدایت کے نور بھی کہا گیا ہے۔
اس سے بڑھ کر کہیں یہ بھی نہ کہہ دے۔ کہ لفظ تمام
تفصیل ہدایت اور رحمت سارے کے سارے کتاب
کے مترادف ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک جگہ پر یوں
فرمایا ہے۔ ثم انزلنا موسیٰ الکتاب تماماً علی الذی
احسن و تفصیلاً لکل بشیء و ہدی و رحمت
(انعام ۱۵) بلکہ ان سے گذر کر قرآن شریف کے حق میں
بھی یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ مبارک۔ مصدق۔ موعظہ
شفاء۔ رحمت۔ کتاب اور ہدایت تمام کے تمام مترادف
المعنی الفاظ ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں یوں آیا ہے۔
وہذا الکتاب انزلنا مبارکاً مصدق الذی بین
یدینہ (انعام ۱۵) اور فرمایا یا ایہا الناس قد جاءکم
موعظۃ من ربکم وشفاء لمرانی المصدور و ہدی
و رحمتہ للمؤمنین (یونس ۱) کیا آپ کے طریق استدلال
کے مطابق ان آیتوں سے یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ ہر نبی کے لئے
تفصیل۔ نور مبارک۔ مصدق۔ شفاء۔ رحمت اور موعظہ
لانا ضروری ہے۔ کیا ہی عجیب اور بے بہا نکتہ ہے۔
ان کے علاوہ اور بہت سی مثالیں ہیں۔ جن سے آپ
کے طریق استدلال کا بطلان بہت وضاحت کے ساتھ
ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بخوف طوالت اسی پر اکتفا کر کیا جانا
ہے۔ چونکہ یہ فلسفہ بالکل نیا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے
کچھ تشریح کی ضرورت ہے۔ آپ اس کی تشریح فرمادیں۔

اس کے بعد مولوی صاحب
پیغمبر کی لسانی کا کھوکھلا
اور زوال استدلال
دیکھئے۔ کہ یہ امر کہ ہدایت اور کتاب درحقیقت ایک
ہی چیز ہے۔ آیات ذیل سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ولقد
انزلنا موسیٰ الہدیٰ اور ولقد انزلنا موسیٰ الکتاب
(یعنی ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور ہم نے موسیٰ کو کتاب

دی۔ راقم) پہلی آیت میں جس چیز کا نام ہدی رکھا۔ تو
دوسری آیت میں اس چیز کا نام کتاب رکھا۔
قاریین کرام! آئیے۔ ذرا عینک اتار کر اس زلے
استدلال کو غور سے پڑھیں۔ شاید اس کے پڑھنے سے
ہماری چشم بصیرت زیادہ روشن ہو جائے۔

مولوی صاحب! افسوس یہ ہے۔ کہ آپ نے اپنے
بیان کو واضح نہیں کیا۔ دلیل پیش تو کر دی۔ لیکن وجہ
استدلال پردہ حفاء میں رکھا ہے۔ آپ ذرا بتاؤ دیجئے۔
کہ ان دونوں آیتوں سے کہاں اور کس طرح ثابت ہوتا
ہے۔ کہ کتاب اور ہدایت ایک ہی چیز ہے۔ محض خدا تعالیٰ
کا یہ کہنا کہ ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور ہم نے موسیٰ کو
کتاب دی۔ اس سے یہ سمجھ لینا کہ کتاب اور ہدایت ایک ہی
چیز ہے۔ سخت غلطی ہے۔ یہ ایسی غلطی ہے۔ کہ ایک نادان
بچہ بھی شاید ایسی غلطی نہ کرے۔ محض اس وجہ سے کہ
ان دونوں آیتوں میں دینے والا ایک ہے۔ یعنی خدا اور
لینے والا بھی ایک ہے۔ یعنی موسیٰ آپ کا یہ سمجھ لینا۔ کہ وہ
چیز جو دی جاتی ہے۔ وہ بھی ایک ہے نہایت فاش غلطی
ہے۔ مثلاً اگر آپ کو کوئی آکر یہ کہے۔ کہ زید نے عمر کو سوٹی
دی ہے۔ پھر دوسرے دن اسی شخص نے آکر کہا۔ کہ زید
نے عمر کو روٹی دی ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو کیا آپ یہ
سمجھیں گے۔ کہ روٹی اور سوٹی ایک ہی چیز ہے۔ اگر آپ
کو اس بیان اور مثال سے اتفاق نہ ہو۔ تو لیجئے قرآن شریف
میں خدا تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔
ولقد انزلنا موسیٰ تسع آیات۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو
نو آیتیں دی ہیں۔ الہم۔ یہاں وہی ترکیب ہے۔ جو مذکورہ
بالا دونوں آیتوں میں ہے۔ ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔

اب بتلائیے! کیا ہدایت۔ کتاب اور نو آیتیں (یعنی
مندرک۔ سونٹا۔ خون۔ طوفان۔ ید بیضا۔ ٹڈیاں
وغیرہ وغیرہ ایک ہی چیز ہے۔ کیا آپ یہ کہنے کے لئے
تیار ہیں۔ کہ ہر نبی کے لئے ٹڈیاں۔ مندرکیں اور
طوفان لانا بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ کتاب لانا
ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی تو کتاب کے مترادف المعنی ہیں۔
اں کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے۔ کہ ہدی سے
مراد کبھی بھی کتاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ الگ بات ہے۔

مجموعہ خلا کا رسنا

اپنی ولادتیں ائمہ و خلفاء کا ہونا

میرے کرم دوست راجہ غلام محمد خاں ابن راجہ عطا محمد خاں جاگیر دار موضع یاٹری پورہ (کشمیر) نے پیٹیا سیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مضمون لکھ کر فاروق مجربہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء میں شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں ایک جگہ سب از شہار ص ۱۵-۱۶ کے حاشیہ کا حوالہ دیا ہے۔ جناب راجہ صاحب نے مجمل طور پر اس حاشیہ سے خلافت کا جاری رہنا اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتیں جاری رہنا ثابت کیا ہے۔ میں راجہ صاحب کو ان کے ذہن رسا ہونے کی وجہ سے مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ اور اس کمی کو پورا کرتا ہوں۔ جو راجہ صاحب سے ہوئی ہے۔ اس حاشیہ کو مکمل طور پر ذہن نشین کرنے کی خاطر میں پہلے وہ حاشیہ پورے کا پورا درج کرتا ہوں۔ اور جائے استدلال کو زبہ شط لکھتا ہوں۔ بعد میں اپنا استدلال عرض کروں گا۔

۱۰ خدا تعالیٰ کے ازال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں (۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم داندوہ نازل کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ ولبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون۔ اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واؤلئك هم المهتدون۔ (انجیل نمبر ۲)۔ یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈال کر دیتے ہیں۔ اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور کامیابی کی راہیں انہیں کھولی جاتی ہیں۔ جو صبر کرتے ہیں۔ (۲) دوسرا طریق ازال رحمت

متصف ہو سکتی ہے۔ مثلاً زید۔ شجاعت۔ سخاوت۔ علم۔ حلم اور صبر وغیرہ سے متصف ہو سکتا ہے۔ اور یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ زید بہادر۔ سخی۔ عالم۔ حلیم اور صابر ہے لیکن کوئی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ عالم صابر سخی وغیرہ سارے کے سارے زید کے مترادف المعنی الفاظ ہیں۔ کیونکہ یہ تمام اس کے صفات ہیں۔

اسی طرح قرآن شریف جس کے مجموعہ کا نام کتاب ہے۔ کئی صفتوں سے متصف ہے۔ مثلاً ہدایت دینا شافی ہونا۔ رحمت ہونا۔ وعظ ہونا۔ مصدق ہونا مبارک ہونا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب قرآن شریف کے صفات اور حالات ہیں۔ ایسے الفاظ کو قرآن شریف یا کتاب کے مترادف نہیں کہہ سکتے۔ اس بحث کو زیادہ طویل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ دانشمندیوں پر مولوی صاحب کے استدلال اور طریق استدلال کی حقیقت منکشف ہو چکی ہوگی۔

ہاں ایک بات اور ہے۔ جس کا ذکر کرنا میں بھول گیا۔ اور وہ یہ کہ اس چوتھی فصل میں مولوی صاحب کا اصل مدعی اور مقصد کیا ہے؟ سو واضح رہے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ”پس ثابت ہوا کہ ہر نبی کوئی ہدایت اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور جو ہدایت نہیں لاتا وہ نبی نہیں“ اس سے یہ مقصود ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کوئی ہدایت یعنی کتاب ساتھ نہیں لائے۔ اس لئے آپ نبی نہ تھے۔ اس کے متعلق ہمارا صرف اتنا سوال ہے۔ کہ بے شک آپ کوئی کتاب نہیں لائے۔ لیکن کیا آپ کے نزدیک بغیر ہدایت لانے کے حضرت اقدس یوں ہی مسیح موعود اور ہمدی مسعود بن گئے تھے۔ جو شخص کوئی ہدایت ساتھ نہ لایا ہو۔ وہ ہمدی کیونکر بن گیا؟ حیف صد حیف ایسی عقل و خرد پر!!!

چونکہ مولوی صاحب نے انکی فصل میں اسی بات پر مفصل بحث کی ہے۔ کہ ہر نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے۔ اس لئے ہم بھی اس فصل کے تذکرہ میں ان باتوں کو پھر وضاحت کیساتھ بیان کریں گے۔ (باقی آمینہ) (خاکسار بوکر ایوب سہاٹری مولوی فاضل قادیان)

کہ بعض جگہ ہدایت سے کتاب ہی مراد ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہر جگہ اس سے مراد کتاب ہی ہو۔ اور اسے ایک قاعدہ کلیہ بنادیا جائے۔ یہ تو محض ایک زیادتی ہے اگر مولوی مذکر صاحب کی بھی سمجھ اور دانش ہے۔ تو بے شک وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے مسئلہ کے سمجھنے سے قاصر اور معذور ہیں پس علی الاعمال حوج الاینہ۔

ابھی تک عاجز نے صرف مولوی صاحب کے دلائل اور طریق استدلال بیان کیا ہے۔ ان دلائل سے جو نتیجہ مترتب ہوتا ہے۔ وہ ابھی قارئین کرام کی خدمت میں پیش نہیں ہوا۔ اور وہ سب سے پر لطف اور بہت دلچسپ ہے۔ وہ بھی سن لیجئے۔

مذکر شاہ کی منطق دانی آخر میں مولوی صاحب یوں نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ”پس ثابت ہوا کہ ہر نبی کوئی ہدایت اپنے ساتھ لاتا ہے“ اگر کسی نے منطق یا فلسفہ سیکھا ہو تو مولوی صاحب سے سیکھے۔ کیونکہ کسی اور جگہ اس قسم کی منطق اور اس رنگ کے فلسفہ کا نام و نشان تک نہیں ملے گا۔ کیا ہی زالی شکل (منطقی شکل) بنائی ہے۔ جس کے پہلے مولوی صاحب اپنے مقدمات کو یوں جوڑنے میں کہ قرآن شریف کے نزول کی اس غرض ہدایت لانا ہے۔ ہدایت اور کتاب ایک ہی چیز ہے۔ اور موسیٰ کو ہدایت یعنی کتاب دی گئی ہے۔ پھر نتیجہ یہ نکالا۔ کہ ہر نبی کوئی ہدایت (یعنی کتاب) اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اگر موسیٰ کتاب لائے تھے۔ تو اس سے کس طرح ثابت ہوا۔ کہ ہر نبی کے لئے کتاب لازماً ضروری ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ ”اور جو ہدایت نہ لائے وہ نبی نہیں بلکہ کوئی ولی یا امام وقت ہوگا“ اگر مولوی صاحب صرف یہ لکھتے۔ کہ جو ہدایت نہ لائے وہ نبی نہیں۔ تو زیادہ اعتراض کی جگہ نہ تھی۔ لیکن آخری فقرہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مولوی صاحب کے نزدیک ہدایت نہ لانے والے دوسری شخص (ولی یا امام وقت) رہ گئے ہیں۔

اس مفصل استفادہ کے بعد گزارش ہے۔ کہ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ کسی چیز کی ذات اور صفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک ذات کئی صفتوں سے

کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیا و خلفاء
ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست
پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے نہیں بنا کر
نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ
اس عاجز کی اولاد کے ذریعے سے یہ دونوں شق
ظہور میں آجائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے
انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بشیر الصابون
کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشریت
کا مفہوم پورا کرے۔ سو وہ ہزاروں مومنوں کے
لئے جو اس کی موت غم میں محض اللہ شریک
ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف
سے ان کا شفیع ٹھہر گیا۔ اور اندر ہی اندر بہت
سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔ اور یہ بات کھلی کھلی
اہام الہی نے ظاہر کر دی۔ کہ بشیر جو فوت ہو گیا
ہے۔ وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس کی موت
ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہو گی۔ جنہوں نے
محض اللہ اس کی موت سے غم کیا۔ اور اس ابتلاء
کی برداشت کر گئے۔ جو اس کی موت سے ظہور میں
آیا۔ غرض بشیر ہزاروں صابریں و صادقین کے
لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور ان پاک
آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان
سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گی۔

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی
ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا
بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے
۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے
میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے
اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا
جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے
کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ ما لیشاء
اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید
لوگوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت
تاک کہ "مبارک وہ جو آسان سے آتا ہے" پہلے

بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر
نزدی رحمت کا موجب ہوا۔ اور اس کے بعد کی
عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ منہ
دسرا اشتہار مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام ۱۵-۱۶-۱۷ء کا حاشیہ۔

یہ مضمون حضور علیہ السلام کا بالکل صاف ہے۔
مجھے ضرورت نہیں۔ کہ میں زیادہ حاشیہ آریاں کروں
مگر بعض ذہن جلدی سے مضمون کی تہ کو نہیں پہنچتے
لہذا ان کی توجہ کو اس طرف مہفوف کرنے کے لئے
عرض کر دیتا ہوں۔ جن سطور کو زیر خط لکھا گیا ہے
ان کو ایک بار پھر توجہ سے پڑھ جائیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور رحمانی
برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان
دو طریقے ہیں"

پھر اول طریق لکھ کر دوسرا طریق لکھتے ہیں۔ اور
فرماتے ہیں :-

دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال
مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیا و خلفاء ہے
پھر آگے حضور علیہ السلام لکھتے ہیں :-

"سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی
اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں
آجائیں"

اس کے آگے قسم اول کا ذکر کرتے ہوئے بشیر اول پر
چسپاں کیا ہے۔ اور دوسری قسم حضرت محمود سلمہ الودود
پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں :-

"اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے
بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ

تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔

اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔

کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ جس کا

نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں

اولوالعزم ہو گا"

پس میرے دوستو! دوسرا طریق جو انزال رحمت

کا ہے جس کو حضور علیہ السلام نے رسولوں۔ نبیوں۔
اماموں۔ اولیاء اور خلفاء کا بھیجنا بیان فرمایا ہے۔
یہ حضرت محمود کے وجود سے پورا ہوا۔ اور قیامت تک
انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔ یعنی رسالت۔ نبوت۔ امامت۔
ولایت اور خلافت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
کی نسل سے اور حضرت محمود کی نسل سے دنیا میں قائم
رہیں گی۔ نیز آپ کی اولاد کے وسیلہ سے دوسرے مومنوں
میں بھی۔ پس حضرت اقدس علیہ السلام کے اس مضمون سے
ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔
اور خاص کر محمود سلمہ الودود خلیفہ ہوں گے۔ فتوح
ولا تکن من المنکرین :-

خالسار (حکیم مولوی نظام الدین مبلغ) حال داروہمہ ریست جلی

باددہانی درخواست فاروق

گذشتہ پرچہ میں ناظرین فاروق میں سے دس ایسے
دوستوں کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ جو سالانہ جلسہ
پر پھر کر دس دس جدید خریدار فاروق کے واسطے ہیا
کر دیں۔ جو کہ ہمت کرنے والوں کے واسطے کوئی مشکل
امر نہیں۔ الحمد للہ میری اس درخواست کی قبولیت کے
آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ سب سے اول میرے ہر بان دوست
ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف موگالنے اپنے آپ کو بطور
والثیر اس خدمت فاروق کے لئے پیش کر دیا ہے۔ دوسرے
دوست مکرمی جناب ڈاکٹر شمس اللہ صاحب انچارج نور
ہسپتال نے باوجود سخت مصروفیت کے اپنا اسم گرامی پیش
فرما کر ایک عمدہ مثال پیدا کر دی ہے۔ تیسرے دوست
ملک محمد رمضان صاحب احمدی قادیان نے اس خدمت
کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ ہیں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں
دیگر سیرونی احباب کے ناموں کا منتظر ہوں۔ کہ وہ جلد اپنے
اسماء گرامی سے مطلع فرما کر دش کی تعداد پوری کر دیں
اور خدا کے فضل سے ایسے دس دوستوں کو جلسہ سالانہ
پر ایک سو خریدار پیدا کر لینے آسان ہوں گے :-

سوراجیہ ڈاک خانہ

آزادنگر کے بڑے ڈاک خانہ میں دس بجے سے شہر کے لوگ آنے شروع ہوئے ہیں۔ اور دوپہر کے بارہ بج گئے ہیں۔ ڈاک خانہ کھلا ہوا ہے۔ رجسٹری۔ پارسل۔ مینی آرڈر وغیرہ کی کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں۔ لیکن بابو صاحبان میں سے کوئی بھی موجود نہیں۔ پوشاٹریسٹ کی سیزکری بھی خالی نظر آتی ہے۔ البتہ باہر ایک ادھیر عمر کا آدمی کارڈ لفٹنے محنت وغیرہ فروخت کر رہا ہے جس کے گرد لوگوں کا کافی ہجوم ہو گیا ہے۔ اس کا نام کنڈن ہے اکثر لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اور طرح طرح کے سوال کرتے ہیں۔

ایک شہری: کنڈن! آج یہ کیا معاملہ ہے؟ بابو لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ کیا آج کوئی چٹھی ہے؟ کنڈن: ہمارا چٹھی تو کوئی نہیں۔ ذرا ہمارے بڑے بابو جی اور دوسرے بابو لوگ سب ان کے ساتھ اسٹیشن پر گئے ہیں۔ اسٹیشن سے گھر کو جائیں گے۔ اور برات کو کھانا کھلا کر بس اب واپس آنے والے ہی ہوں گے۔ ایک دوسرا شہری: اچھا تو ہم کو ایک رجسٹری کوئی تھی۔ اور ایک بمبہ بھیجنا تھا۔ یہ کام اب کون کرے گا۔ ایک اور شخص: اور ہم مینی آرڈر لئے کھڑے ہیں۔ کئی اور آدمی ہیں جو مینی آرڈر کرانے آئے ہیں۔ ہم کہاں جائیں۔ بابو لوگ اگر شام تک نہ آئے۔ تو بس ہمارے لئے تو مشکل ہو جائیگی۔

کنڈن: واہ ہمارا راج واہ۔ ایک ہی دن میں گھر آگئے بھگوان جی کا سر (شکر) نہیں کرنے کیسی کرپاکی ہے۔ اب انگریزی انجام (انگریزی انتظام) بدل گیا ہے۔ سرکار پوسٹ بابوؤں کو برکھاست (برخواست) کر کے سوراجی بابو بڑے کابل (قابل) بڑے لائیک (لائق) دور دور سے بلا کر تم لوگوں کی سیوا کے واسطے ملاحم (ملاحم) رکھے ہیں۔ اگر ایک دن شادی کی وجہ سے کام کاج نہ ہوگا تو کیا اندھیر آگیا۔ آج بھی سمجھ لو کہ اتوار ہے۔

ایک شہری: کھوب (خوب) کہی (کہی) روٹا تو یہی ہے۔ کہ آج ہفتہ کا دن ہے۔ اور کل اتوار ہوگا۔ آج تم لوگوں نے جبرستی (زبردستی) چٹھی کر لی۔ اور کل تو چٹھی ہے ہی۔ ہمارا تو آج بھی بہت نکسان (نقصان) ہو جائے گا۔ ہم دوکاندار ہیں۔ کاروبار کی بات ہے۔ اتنے میں ایک چٹھی رسال گشت سے واپس آگیا۔ اس نے کنڈن سے پوچھا کیا ماجرا ہے۔ کنڈن نے کہا۔ سنائے بابو جی کو اور دیر لگ جائے۔ تم جلدی جلدی ان لوگوں کے مینی آرڈر کرو۔ اور رجسٹری پر بھی کرو۔ معمولی بات ہے۔ چٹھی رسال: اگر بابو جی ناراض (ناراض) ہوئے۔ تو کنڈن جاؤ میں جہہ وار (ذمہ دار) ہوں۔

چٹھی رسال اند گیا۔ اور پہلے مینی آرڈر کی کھڑکی پر پہنچ کر اس نے مینی آرڈر والوں کو بلایا۔ ایک شخص نے فارم مینی آرڈر اور دس روپے دو آنے آگے رکھ دیئے۔

چٹھی رسال: فارم کو دیکھو (دیکھو) جی یہ فارم کس ٹوڈ (ٹوڈ) کے ہے۔ جاؤ واپس لے جاؤ۔ اب کوئی انگریزی (انگریزی) راج ہے۔ جو انگریزی میں اس کو لکھا کر لائے ہو۔ ہندی میں لکھوا کر لائے۔ اب ہندی کا راج ہوگا۔ جاؤ روپے پہلے رہنے دو۔ کنڈن کو ایک دو آنے کے پیسے دیکر ہندی میں جلدی لکھوا لائے۔ چنانچہ وہ شخص پریشان ہو کر کنڈن کے پاس حاضر ہوا۔

ایک دوسرا مینی آرڈر نویس روپے کا اردو میں لکھا ہوا پیش ہوا۔ چٹھی رسال نے جھنجھلا کر واپس کر دیا اور کہا۔ اگر مینی آرڈر بھیجنا ہے۔ تو ہندی میں لکھو۔ ورنہ گھر کو چلے جاؤ۔ اسی طرح اور کئی اردو کے لکھے ہوئے مینی آرڈر فارم بیکار کر دیئے گئے۔ سب آدمی کنڈن کے پاس گئے۔ اور دو دو آنے دیکر ہندی میں لکھوا کر دیئے۔

اسی اثناء میں چٹھی رسال صاحب رجسٹری کلرک کی جگہ کام کرنے لگے۔ اور تمام رجسٹریوں کو جن پر انگریزی اور اردو کا پتہ لکھا تھا واپس کرتے گئے۔ فرمایا۔ کہ ان پر ہندی میں بھی پتہ درج کرنا لازمی ہے وہ سب کنڈن کے پاس آئے۔ اور ایک ایک آنے ہندی

میں پتہ لکھنے کا اس کو دینے پر مجبور ہوئے۔ مینی آرڈر برائے پر اب یہ کیفیت ہوئی۔ کہ جب دس روپے کا مینی آرڈر پیش ہوا۔ تو چٹھی رسال نے فیس مینی آرڈر آنے کی بجائے ۴ روپے کی۔ مینی آرڈر والے نے کہا۔ بابو جی دس روپے تک تو دوا نہ ہی فیس مقرر ہے۔

چٹھی رسال: وہ دن گئے۔ جب کھلیں (خلیں) خال بھیاکتہ (فاختہ) اڑایا کرتے تھے۔ اب دیسی راج ہے ابھی کھرچ (خرچ) بہت ہے۔ ڈبل پھیں (فیں) لگے گی۔ اگر مینی آرڈر کرنا ہے۔ تو لاؤ چار آنے دو۔ تم لوگوں کو تک کا سول (محصول) معاف ہو جائیگا۔

مینی آرڈر والا: اچھا بابو جی تین آنے لے لو۔ چٹھی رسال: دیکھو ایک آنہ کا کھیاں (خیال) نہ کرو۔ ایک آنہ اب اپنے بھائیوں کے کام آئے گا۔ پہلے ساری آمدنی تو انگریزوں (انگریزوں) کے ملک کو جاتی تھی۔ مینی آرڈر والا: مجبور ہو کر اچھا چار آنے ہی لے لو۔ جلدی رسید کاٹ دو۔

چٹھی رسال: ہاں تو چار آنے بابت مینی آرڈر دس روپیہ ہم کو مل گیا۔ تم جاؤ۔ کچھ پھکر (فکر) نہ کرو۔ ابھی یہاں سب کام نیا ہے۔ دفتر نیا ہے۔ پہلے رجسٹر رڈی ہو گئے ہیں۔ ہندی میں نئے رجسٹر تیار ہو رہے ہیں۔ رسید ایک ہفتہ کے بعد لے جانا۔ اب کھیا نہ (خزانہ) ہندوستانیوں کے پاس ہے۔ کوئی پیسہ کھربرد (خورد برد) نہیں ہوگا۔

غریب مینی آرڈر والا سخت حیران تھا۔ کہ اب کیا کرے لاچار ہو کر دس روپے چار آنے دیکر گھر چلا آیا کہ شاید سوراجی انتظام میں کوئی خدشہ کی بات نہ ہوگی۔

ایک اور مینی آرڈر پیش ہوا۔ جو پچانوے روپیہ کا ایک مسلمان دکاندار کی طرف سے جانے والا تھا۔ چٹھی رسال نے ایک روپیہ کی بجائے دو روپیہ فیس مینی آرڈر طلب کی۔ جو حیل و حجت کے بعد دیدی گئی۔ جب رسید طلب ہوئی۔ تو وہی پہلا جواب ملا۔ دکاندار نے کہا اچھا سادہ کاغذ پر دستی رسید تو عنایت کیجئے۔ اس پر چٹھی رسال نے سخت چیں بچیں ہو کر ایک پردہ کاغذ پر

بھندی میں کچھ لکھ دیا۔ اور کہا جاؤ۔ یہ کافی ہے۔
 اگر کچی رسید کی ضرورت (ضرورت) ہو تو پندرہ دن
 کے بعد اگر لینا۔ بازار میں ایک لالہ جی سے اس رسید
 کو پڑھوایا گیا۔ تو اس پر لکھا تھا: نوے روپے
 اور فیس۔ کمال یہ کہ دستخط ندارد۔ کچھ ایسی باتیں بکھر
 کر دتین آدمی مٹی آرڈر کئے بغیر ہی واپس چلے گئے
 رجسٹری برانچ کی کھڑکی میں بیٹھ کر چٹھی رسالے
 رجسٹریوں کے لئے دو آنہ کی بجائے چار آنہ فیس
 اور محصول ڈاک علاوہ وصول کیا۔ اور ٹکٹوں کی بجائے
 صرف رجسٹری کی ہر جو سندھی میں بنی ہوئی تھی رجسٹریوں
 پر لگائی اور لوگوں کو تسلی دی۔ کہ سودیشی ٹکٹ بن کر
 آنے والے ہیں۔ انگریزی ٹکٹ سب بڑی ہو گئے ہیں۔
 اسنے میں پانچ بج گئے۔ پوٹھما سٹری صاحب کے مکان سے
 ایک جوان نہایت اطمینان کے ساتھ آیا۔ اور اس نے
 کندن سے کہا چلو اٹھو۔ ڈاک خانہ بند کرو۔ بڑے
 بابو جی نے تم کو گھر بلایا ہے۔
 اس نے فوراً کھڑکیاں بند کیں۔ اور ڈاک خانہ
 کو بالانگیا۔ یہ دونوں بابو جی کے مکان پر پہنچے۔ جب
 ڈاک خانہ بند ہو گیا۔ کندن ٹکٹ فروش بھی اٹھ کر چل دیا
 پوٹھما سٹری: سنتو! کیا تم ڈاک خانہ سے آرہے ہو۔
 سنتو: (چٹھی رسالے) جی جھوڑ (حضور)۔
 پوٹھما سٹری: وہاں اب تک کیا کرتے رہے۔
 سنتو: جی کچھ نہیں۔ بیٹھا رہا۔ کہ شاید آپ آئیں گے
 یا کوئی دوسرے بابو جی آئیں گے۔
 پوٹھما سٹری: کیا کندن باہر موجود تھا
 سنتو: جی ہاں موجود تھا۔
 پوٹھما سٹری: آج کوئی مٹی آرڈر یا رجسٹری والا تو نہیں
 آیا۔ کسی قسم کا شور تو نہیں مٹا؟
 سنتو: دو چار آدمی آئے تھے۔ ہم نے واپس کر دیے
 تھے۔ کہ بھائیو نیانیا انجام (انتظام) ہے۔ بابو جی
 بھی نئے آئے ہیں۔ پرسوں پیر کے دن آپ لوگ آجائیں
 پوٹھما سٹری: پھر کیا ہوا۔
 سنتو: لوگ واپس چلے گئے۔ کچھ کانا چھو سی کرتے
 جاتے تھے۔ یہاں شہر میں ایک دوسرا ترقی آدمی ہیں۔

اصیاء الاسلام پریس قادیان میں شائع کیا گیا

آپ تو ان کو جانتے نہیں۔ میری ان کی دیر سے لڑائی
 ہے۔ میری بابت کوئی شکایت کریں۔ تو آپ پردہ
 نہ کریں۔
 پوٹھما سٹری: تمہارے خلاف وہ کیا شرارت کر
 سکتے ہیں؟
 سنتو: دیکھو کوئی جھوٹ موٹ آپ سے یہ کہہ دے
 کہ چٹھی رسالے نے مٹی آرڈر کئے ہیں۔ رجسٹریوں کی ہیں
 اور پیسے روپے لئے ہیں۔
 پوٹھما سٹری: اوہ۔ اس کا فکر نہ کرو۔ اب وہ زمانہ بدل
 گیا۔ کہ بات بات پر تحقیقات ہوتی تھی۔ پیداک کی
 شکایتوں کا کچھ تدارک ہوتا تھا۔ اب تو پوٹھما سٹری جنرل
 ایسے مقرر ہوئے ہیں۔ جو لٹ کی بھی پرواہ نہیں کرتے
 بڑے محب وطن ہیں۔ اور اپنے چھوٹے بڑے دیسی
 ماتحتوں پر بہت ہی ہربان ہیں۔ اور میں ذمہ دار
 ہوں۔ میری رپورٹ کافی ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔
 کہ میرے کلرکوں کی موجودگی میں ایک چٹھی رسالے کس
 طرح مٹی آرڈر یا رجسٹری لے سکتا ہے۔
 سنتو: بس حضور (حضور) مالک ہیں۔ میرے پتائی جگہ
 ہیں۔ میں بدنامی سے ڈرتا ہوں۔
 پوٹھما سٹری: ذرا کندن کو سمجھا دینا وہ بھی ایسی باتوں کا
 خیال رکھا کرے۔
 سنتو: جی وہ تو پہلے ہی ہوشیار ہے۔ لیکن آج
 ایک بات وہ بھی بھولی اور میں بھی بھول گیا۔
 پوٹھما سٹری: وہ کون سی بات ہے۔ یہیں بتاؤ۔
 سنتو: حضور (حضور) سوراخ جھان تو آج صبح
 سے یہاں آپ کے پاس ہی رہا ہے۔ شہر کے جتنے
 لیٹر بکس ہیں۔ ان کی ڈاک اس نے نہیں نکالی۔ نہ ہی
 ڈاک خانہ والی ڈاک آج روانہ ہوئی اس کی بابت
 کیا کرنا چاہیے؟
 پوٹھما سٹری: او بے وقوف تم باقی وقت کیا کرتے
 رہے؟ سوراخ جھان تو پہلے گھر کے کام کا جی میں
 لگا ہوا تھا۔ تم کو چاہیے تھا۔ تمام ڈاک آج روانہ
 کر دیتے۔
 سنتو: ہمارا ج مان لیا۔ کہ میں تمام ڈاک جمع کر دیتا

لیکن اس کو سارٹ کون کرتا۔ بابو مکندر ام تو شیٹن پر
 جا کر پھر واپس ہی نہیں آئے۔
 پوٹھما سٹری: اچھا جاؤ۔ اب کسی سے ذکر نہ کرو۔ جو ہوا
 سو ہوا۔ زیادہ ڈاک تو ہمارے ہی دیسی بھائیوں کی ہے
 کوئی بات نہیں۔ ایک آدھ دن کی دیر سے چلی جائیگی۔
 معمولی بات ہے۔ یہ تو انگریزوں نے ہمارے دماغ خراب
 کر دیئے تھے۔ کہ ڈاک کی آمدورفت کا اتنا خیال کرنے
 لگ گئے تھے۔ دیکھتے جاؤ۔ رفتہ رفتہ پہلی ہی حالت پر
 لوگ آجائیں گے۔ مگر ہاں سنتو۔ تم اتنا کرو۔ کہ کل اتوار ہے
 صبح دس بجے تک تمام لیٹر بکسوں کی ڈاک لاکر ڈاک خانہ
 والی ڈاک میں ملا دو۔ کل شام بابو جی کو فرصت ہو جائیگی۔
 وہ جا کر تمام ڈاکس روانہ کر دیں گے۔ پیر سے ہمارا کام
 باقاعدہ شروع ہو جائے گا۔ دیکھو اب تم رات کو برات
 کو کھانا کھلانے میں مدد دینا۔ کھانا یہاں ہی کھا لینا۔
 ڈاک کا نکل جانا ہی اچھا ہے۔ ورنہ بیوپاری اور مہاجرین
 لوگ ہی خواہ مخواہ شور مچانے لگیں گے۔
 سنتو: جی اور کوئی نہیں۔ یہاں ایک رائے صاحب
 سندرد اس آفری مجسٹریٹ ہیں۔ ان کی عادت شکایت
 کرنے کی ہے۔ ذرا ان کا آپ خیال رکھیں۔ اور ایک
 خانصاحب اللہ رکھا پشتر ہیں۔ ذرا بڑے آدمی ہیں۔
 سرکاری افسروں سے ان کا میل ملاپ زیادہ رہتا تھا۔ وہ
 اپنی ڈاک کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ ان دونوں کے رٹ کے
 لندن میں پڑھ رہے ہیں۔
 پوٹھما سٹری: ایسے لوگوں سے میں خود ہی اچھی طرح
 نیرٹ لیتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر یہیں تنگ کر دیں گے۔
 ہم ان کی ساری ڈاک روک لیا کرینگے۔ پھر بھیجیں گے۔
 کہ یہ ہمارا کیا بگاڑتے ہیں۔ اب نئے قواعد ہیں۔ نیا قانون
 ہے۔ نئے ملازمان ہیں۔ نئے حاکم ہیں۔ پہلے تھے ختم
 ہو چکے ہیں۔ ہماری اپنی حکومت ہم آزاد ہیں۔ کسی کے
 غلام نہیں ہیں۔
 سنتو: ہمارا ج جہاں ایسے آدمیوں کو آپ نے سیدھا
 کر دیا۔ پھر یہیں کسی کا ڈر نہیں۔ ان کے کئی کئی خطبہ روانہ
 آئے ہیں۔ اس ڈاک خانہ کے ایک پہلے بابو جی نے ان
 سر پر چڑھا رکھا تھا۔ یہ دونوں ڈاک خانہ کے اندر آکر

رہا ہے جو خطبہ کا نام آگیا